

فتاویٰ نذیریہ: تعارف و تجزیہ

حافظ عبد الباسط عزیز*

حافظ عبد الباسط خان**

میاں نذیر حسین دہلوی کے مختصر حالات زندگی:

سورۃ الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿إِنَّا نَحْنُ الذَّكْوَةُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (۱) "یقیناً ہم نے ہی ذکر نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ ہر صدی میں کچھ ایسی مثالی شخصیتیں پیدا فرماتا رہا کہ جنہوں نے زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی دین اسلام کی ترویج و اشاعت کو بنائے رکھا، اور یوں ان اساطین علم کی گراں قدر خدمات سے اسلام دنیا کے ہر خطے میں پہنچ گیا۔ انہی اولو العزم ہستیوں میں سے ایک ہستی شیخ اکل میاں نذیر حسین دہلوی ہیں جنہوں نے ہندوستان کے شہر دہلی میں بساط علم بچھائی اور تقریباً ۷۰ دہائیوں تک ہزاروں طالبان علم نے آپ سے کسب فیض کیا۔

میاں صاحب نذیر حسین دہلوی کا خاندان علم میں ممتاز تھا۔ اور دنیوی اعتبار سے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سید صاحب کے جد اعلیٰ سید احمد شاہ جاجنیری، قطب الدین ایک (۶۰۳ تا ۶۰۷ھ) کے زمانہ میں سلطنت ہند میں وارد ہوئے، اسی دور میں صوبہ بہار کے راجہ اندرہ دون نامی کے خلاف فوج کشی میں مولانا نور الدین کی زیر قیادت ساٹھ ہزار کالشکر جرار میں ایک سریہ کے سپہ سالار یہی سید احمد شاہ جاجنیری تھے جنہوں نے فتح یابی کے بعد موضع ایکساری صوبہ بہار میں سکونت اختیار کر لیا اسی جرنیل کی نسل سے سید جواد علی کے اجداد تھے جو موضع بلتھوا میں رہنے لگے جو سورج گڑھ (پرگنہ) (جو میاں صاحب کا وطن ہے) سے پانچ چھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (۲)

حضرت میاں صاحب کی ولادت ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) میں موضع بلتھوا میں ہوئی جو ہندوستان کے صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہے۔ حضرت کا سلسلہ نسب چونتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت حسینؑ، حضرت علیؑ سے اور پینتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت میاں صاحب ننہال اور دادہیال کی طرف سے نقوی حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید جواد علی تھا جو فارسی زبان میں بالخصوص

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

مہارت رکھتے تھے۔ (۳)

عہد طفولیت میں ان کا اصل مشغلہ کھیل کود، گھڑ سواری، جمناسٹک، دریائیں شناوری اور بھاگ دوڑ تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کی صحت بہت اچھی تھی، قوی مضبوط تھے، پندرہ سولہ سال کا ابتدائی زمانہ اسی طرح گزر گیا۔ (۴)

تحصیل علم کی طرف رجحان اس طرح ہوا کہ میاں صاحب کے والد ماجد کی خدمت میں ایک پڑھا لکھا برہمن آیا کرتا تھا، ایک دن اس نے میاں صاحب سے کہا: ”میاں صاحب زادے؟ تم اتنے بڑے ہو گئے ہو اور پڑھنے لکھنے سے محروم ہو۔ تمہیں پتا نہیں کہ تمہارے خاندان کے تمام لوگ مولوی ہیں اور تم جاہل ہو۔ (۵)

برہمن کی اس مختصر اور سیدھی بات نے دل پر اتنا اثر کیا کہ اسی آن دل طلب علم کی طرف مائل ہو گیا، پہلے والد ماجد سے فارسی پڑھی جنہیں اس علم میں مہارت حاصل تھی۔ پھر عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ اس وقت وہ عمر عزیز کے سولہویں سال سے نکل کر سترھویں سال میں قدم رکھ رہے تھے۔ (۶)

اسی اثنا میں رازداری کے وعدے پر اپنے ایک ہم عمر طالب علم بشیر الدین عرف امداد علی کے ساتھ گھر سے نکلے اور کسی طرح مدینۃ العلم عظیم آباد (پٹنہ) جا پہنچے، کم و بیش چھ مہینے وہاں اقامت گزریں رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے وہاں کے اساتذہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور کتب حدیث میں مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ (۷)

حضرت مولانا اسماعیل شہید دہلویؒ اور سید احمد شہیدؒ کے ساتھ پٹنہ (عظیم آباد) میں پندرہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے میاں صاحب کے دل میں دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ کیوں کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ زندہ تھے اور دہلی میں تشریف فرما تھے بہر حال ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۲ء) میں میاں صاحب اپنے رفیق سفر امداد علی کی رفاقت میں دہلی کے لئے پٹنہ سے روانہ ہوئے۔ وہاں سے چل کر غازی پور پہنچے تو چند روز وہاں قیام کیا اور مولوی احمد علی چڑیا کوٹی سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں۔ غازی پور سے بنارس کا عزم کیا، بنارس سے الہ آباد میں دریائے جمنا کے کنارے ایک مسجد میں قیام کیا، پھر دائرہ شاہ محمد اجمل میں مولوی زین العابدین سے صرف و نحو کی کتابیں جن میں مراح الارواح، زنجانی، نقد الصرف، شرح مائتہ عامل، مصباح، ضریری اور ہدایۃ النحو وغیرہ شامل ہیں۔ پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے مستفید ہونے کے نیت سے الہ آباد سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ بالآخر ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ مطابق ۰۳ - جنوری ۱۸۲۸ء کو بدھ کے دن دہلی پہنچے۔ (۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے ۷ - شوال ۱۲۳۹ھ کو ہفتے کے روز وفات پائی اور میاں صاحب ان کی وفات سے تین برس نو مہینے پانچ روز بعد دہلی پہنچے یعنی شدید تمنا کے باوجود حضرت شاہ صاحب کے حلقہ شاگرد میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کی دہلی میں تشریف آوری کے وقت شاہ صاحب کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب ان کی مسند درس پر متمکن تھے، محدود علمی

قابلیت کی بنا پر مولانا عبدالحق صاحب سے حصول علم کا سلسلہ شروع فرمایا اور کافیہ، قطبی، مختصر معانی، شرح وقایہ، نور الانوار اور حسامی وغیرہ کتابیں مولانا مدوح سے پڑھیں۔ (۹)

اساتذہ کرام میں مولانا شاہ محمد حسینؒ، مولانا احمد علی چڑیا کوٹیؒ (متوفی ۱۲۷۲ھ)، مولوی سید زین العابدین، مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۸۴۵ھ)، مولانا خوند شیر محمد قندھاری (متوفی ۱۲۵۷ھ)، حضرت مولانا جلال الدین الہروی، مولانا کر امت علی اسراہیلی (متوفی ۱۲۷۷ھ)، مولانا محمد بخش عرف تربیت خاں، مولانا عبد القادر رامپوری، مولانا حکیم نیاز احمد سہسوانی، کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۱۰)

جس زمانے میں میاں صاحب دہلی میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب سے کسب فیض کر رہے تھے، اسی زمانے میں ان کی شادی اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب (متولی مسجد اورنگ آبادی) کی صاحب زادی سے ہوئی۔ ۱۲۴۸ھ کے آغاز (۱۸۳۳ء) میں میاں صاحب کی شادی ہوئی تھی اور اسی سال کے آخر میں نو دس مہینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام شریف حسین رکھا گیا۔ (۱۱)

میاں صاحب کے ہم سبق حضرات میں دہلی میں مولانا عبدالحق صاحب اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ سے تحصیل علم کے وقت مولوی رحمت اللہ بیگ، مولوی عبد اللہ سندھی، مولوی محمد گل کابلی، مولوی نور علی متوطن سسر اون، حافظ محمد فاضل سورتی، حافظ حاجی محمد صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جناب میاں صاحب کے ہم سبق تھے۔ ہدایہ کے سبق میں نواب قطب الدین خاں مرحوم، مولوی بہاء الدین دکنی، مولوی صفۃ اللہ پانی پتی، مولوی قاری حافظ کرم اللہ شریک تھے۔ (۱۲)

میاں صاحب تمام علوم متداولہ میں عمیق نگاہ رکھتے تھے، قرآن و حدیث، فقہ و کلام، صرف و نحو، اصول حدیث اور اصول فقہ، ادب و انشاء معانی و بیان، منطق و فلسفہ، حساب و ریاضی غرض جو علوم اس زمانے میں مروج و متداول تھے، میاں صاحب کو ان سب میں عبور حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حفظ و اتقان کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا، فقہ حنفیہ تو یوں سمجھئے کہ انھیں پوری طرح ازبر تھی اور کی تمام جزئیات ان کے خزانہ ذہن میں محفوظ تھیں، فتویٰ نویسی میں نہایت محتاط تھے، قرآن و حدیث اور ائمہ فقہ کے مستند حوالوں کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔

تدریس علوم حدیث میں خانوادہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے اصل وارث حضرت میاں سید نذیر حسینؒ ہی تھے، شوال ۱۲۵۸ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی تو اس وقت دہلی میں بے شمار علمائے کرام موجود تھے، لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی مسند درس و افتا پر

حضرت میاں سید نذیر حسینؒ بھی ممکن ہوئے۔ "میاں صاحب" کا لقب بھی بہ سلسلہ جانشینی ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ لقب حضرت سید نذیر حسین صاحب تک پہنچا۔ (۱۳)

میاں صاحب نے اپنے ۶۲ سالہ زمانہ تدریس میں جو تلامذہ تیار کیے ان کے مزاج اور طریق کار میں عجیب تنوع نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق مرحوم سے اثر لیا۔ حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کی ایک جماعت تحریک جہاد سے وابستہ رہی ان میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م-۱۳۳۷ھ)، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م-۱۳۳۶ھ)، مولانا محمد ابراہیم آروی (م-۱۳۱۹ھ) وغیرہم سرفہرست ہیں، حضرت میاں صاحب کے تلامذہ کی ایک جماعت کارحان تدریس کی طرف تھا چنانچہ مولانا محمد بشیر سہسوانی (م-۱۳۲۶ھ)، مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م-۱۳۳۷ھ)، مولانا عبد الجبار عمر پوری (م-۱۳۳۴ھ)، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م-۱۳۳۴ھ)، مولانا حافظ محمد لکھوی (م-۱۳۱۱ھ)، مولانا عبدالرحیم غزنوی (م-۱۳۴۴ھ)، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م-۱۳۵۳ھ)، مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی (م-۱۳۸۱ھ)، وغیرہم نے تدریس کے ذریعے کتاب و سنت اور علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کی حتیٰ کی اس کے اثرات بڑے شہروں سے تجاوز کر کے قصبات اور دیہات تک پہنچ گئے، حضرت میاں صاحب کے کچھ تلامذہ تصنیف و تالیف کی طرف مائل ہو گئے، جن میں شمس الحق ڈیوانوی (م-۱۳۲۹ھ)، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م-۱۳۵۳ھ)، مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م-۱۳۳۸ھ)، مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م-۱۳۲۵ھ)، مولانا محی الدین لاہوری (م-۱۳۱۲ھ)، مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی (م-۱۳۴۵ھ)، مولانا سید عبدالحی حسنی (م-۱۳۴۱ھ)، مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری (م-۱۳۶۷ھ)، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی (م-۱۳۷۵ھ) وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں، بدعات اور باطل افکار و نظریات کی تردید میں نمایاں کردار ادا کرنے والے تلامذہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی (م-۱۳۳۱ھ)، مولانا حافظ محمد لکھوی (م-۱۳۱۱ھ)، مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م-۱۳۳۸ھ)، مولانا عبید اللہ (م-۱۳۱۰ھ)، مولانا ثناء اللہ امرتسری (م-۱۳۶۷ھ)، اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م-۱۳۷۵ھ) وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے تصوف و سلوک سے آئی ہوئی بدعات کی تردید، نصرانیت، آریہ سماج، قادیانیت، شیعیت، انکار حدیث، نیچریت وغیرہ کا قلع قمع کر کے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔

مولانا تالطف حسینؒ فرماتے ہیں ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ (۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء) کو دو شنبہ کے دن مغرب کی اذان ہوئی، میں نماز کے لیے مسجد چلا گیا، واپس لوٹا تو معلوم ہوا کہ علم و فضل کا یہ نیر درخشاں غروب ہو چکا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن سہ شنبہ کو نوبے عید گاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان شیدی پورہ میں ان کے صاحب

زادے مولانا شریف حسین کی قبر کے قریب اس عالم اجل کو دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ (۱۴) نماز جنازہ میاں صاحب کے پوتے سید عبدالسلام نے پڑھائی۔ (۱۵)

میاں صاحب کے اکلوتے بیٹے مولانا سید شریف حسین تھے۔ جنھوں نے ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۴ھ

(۲ مارچ ۱۸۸۷ء) کو باپ کے سامنے وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (۱۶)

میاں صاحب کے سوانح نگار نے عنوان ضمیمہ اول کے تحت میاں صاحب کی تصانیف کی فہرست دی ہے اور لکھا ہے کہ میاں صاحب کی تصنیف و تالیف کی صحیح تعداد تو غالباً کوئی شخص نہیں بتا سکتا، وفات سے ستائیس برس پہلے انھوں نے فرمایا تھا کہ اگر میرے کل فتاویٰ کی نقل رکھی جاتی تو چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر ہوتیں، اس کے بعد خدا جانے اس ستائیس برس میں کس قدر فتوے لکھے۔ تاہم سوانح نگار نے کچھ مطبوعہ تالیفات کے نام لکھے ہیں جن میں چھوٹے بڑے رسائل اور فتوے بھی شامل ہیں۔

۱۔ الایمان یزید وینقص، ۲۔ جواز ہبہ مشاع، ۳۔ پیری مریدی، ۴۔ سماع و غنا و مزامیر، ۵۔ اذان ثالث، ۶۔ توثیق عبادہ بن صامت در قراءت فاتحہ خلف امام، ۷۔ تراویح سنت موکدہ، ۸۔ تحقیق حدیث جابر بن سمرہ در باب رفع الیدین، ۹۔ تحقیق رجس انما الخمر والمیسر۔۔ الایۃ، ۱۰۔ مولانا اسماعیل شہید اور سید احمد شہید علیہما الرحمۃ قابل تعظیم تھے، ۱۱۔ سبع ارضین، ۱۲۔ لفظ ماکہ تحقیق نسبت ما اهل لغير الله، ۱۳۔ جمع بین الاختین کی تردید، ۱۴۔ جواب جانور مندور لغير الله، ۱۵۔ مسئلہ استواء، ۱۶۔ تقویۃ الایمان (مصنفہ مولانا اسماعیل شہید) کی توثیق، ۱۷۔ دیہات میں جمعہ کی نماز، ۱۸۔ تحقیق اشارہ ما تقول لہذا الرجل، ۱۹۔ سوال منکر نکیر، ۲۰۔ دیدار الہی بعین البصر اولیاء اللہ اور دنیاوی شودیانہ، ۲۱۔ طلاق مشروع، ۲۵۔ قراءت فاتحہ خلف الامام کی تحقیق بحوالہ محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی، ۲۲۔ چلتی ہوئی ریل گاڑی میں نماز، ۲۶۔ عمل حرمین حجۃ شرعیہ نہیں، ۲۳۔ ناجوازی عبادت شاقہ، ۲۷۔ حدیث اعلان نکاح من وجہ ضعیف، ۲۴۔ تقسیم بدعات، ۲۸۔ ہندوی پر زکوٰۃ نہیں، ۲۹۔ تحقیق خروج بضیعہ، ۳۰۔ حرمت نفع بذریعہ قرض، ۳۱۔ انتقال مسجد، ۳۲۔ فضائل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ، ۳۳۔ مکہ معظمہ میں چار مصلے، ۳۴۔ مجلس میلاد اور قیام، ۳۵۔ مصرف مال زکوٰۃ، ۳۶۔ الشرط من الجانین، ۳۷۔ حدیث شرط ابو داؤد، ۳۸۔ نیچری، ۳۹۔ قدم رسول ۴۰۔ حدیث مصراط، ۴۱۔ اذا قیت الصلوٰۃ، ۴۲۔ افضل البضاعۃ فی حقیقۃ الشفاعۃ، ۴۳۔ جواب چند مسائل مال تجارت زکوٰۃ شحم خزیر وغیرہ، ۴۴۔ قنوت نازلہ، ۴۵۔ مسائل اربعہ، ۴۶۔ دلیل محکم فی نفی اثر القدم، ۴۷۔ تعزیرہ پرستی، ۴۸۔ گیارہ سوالات کے جوابات، ۴۹۔ زیور، ۵۰۔ ثبوت الحق للتحقیق، ۵۱۔ واقعۃ الفتویٰ، ۵۲۔ دافعۃ البلوای (رد

تقلید)، ۵۳۔ واقعۃ الفتاویٰ در بیان ادائے سنت فجر، ۵۴۔ فلاح الولی باتباع النبی، ۵۵۔ معیار الحق، ۵۶۔
قبالہ،۔۔۔ (۱۷)

فتاویٰ نذیریہ:

فتاویٰ نذیریہ میاں صاحب کے ان فتاویٰ پر مشتمل ہے جو میاں صاحب نے مختلف اوقات میں مختلف مسائل کے بارے میں دیے، میاں صاحب کے ان فتاویٰ کو پہلے پہل تحریر میں لائے جانے کا بندوبست نہیں تھا، اس حقیقت کے بارے میں میاں صاحب اپنی وفات سے ۲۷ سال پہلے عند التذکرہ فرمایا کہ اگر میرے سارے فتاویٰ کی نقل رکھی جاتی تو کم سے کم چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر ہوتی مگر پہلے کسی نے اس کا خیال نہیں رکھا اب میاں شریف حسین اس کی نقل رکھنے لگے ہیں۔ (۱۸)

میاں صاحب کی زندگی میں ان فتاویٰ کو کتابی شکل نہ دی گئی، بلکہ میاں صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۱۳ء میں فتاویٰ کو کتابی شکل دے کر فتاویٰ نذیری نام رکھا گیا۔ (۱۹)

حضرت میاں صاحب کے فتاویٰ بہترین علمی و تحقیقی نکات پر مشتمل ہیں۔ یہ فتاویٰ آپ کے تین خاص تلامذہ صاحب عون المعبود فی شرح ابی داود، مولانا شمس الحق ڈیوانوی عظیم آبادی (م۔ ۱۳۲۹ھ)، صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (م۔ ۱۳۵۳ھ) کی مساعی حسنہ اور صاحب تنقیح الرواۃ فی شرح مشکوٰۃ مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م۔ ۱۳۸۱ھ) کی تحقیق و مختصر تعلیقات کے ساتھ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئے، یہ فتاویٰ کافی عرصہ سے نایاب تھے۔ ۱۳۹۰ھ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (م۔ ۱۳۸۷ھ) اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م۔ ۱۹۸۷ء) کی مساعی جمیلہ سے الحمدیث اکادمی لاہور کے زیر اہتمام تین جلدوں میں شائع ہوئے، اسی طرح ۲۰۱۰ء میں اس کی تیسری اشاعت الحمدیث اکادمی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔

آخری دوایشن کی بہت سی خصوصیات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

✓ بعض مسائل متعلقہ ابواب کے سوا دوسرے ابواب میں ضمنا آگئے تھے، مثلاً نماز کے بعض مسائل بیوع یا نکاح کے سوالات کے ساتھ مذکور ہو گئے تھے لیکن موجودہ اشاعت میں ان میں سے اکثر مسائل متعلقہ موضوع کے تحت لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

✓ عربی اور فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے حاشیے میں کر دیے گئے ہیں۔

✓ اشاعت اول میں فہرست مضامین مختصر تھی، موجودہ اشاعت میں تفصیل سے دی گئی ہے۔

۶ فتاویٰ میں جن مفتیان کرام اور تصدیق کنندہ حضرات کے اسمائے گرامی آئے ہیں، تیسری جلد کے آخر میں حروف تہجی کی ترتیب سے ان کی فہرست دے دی گئی ہے، یعنی فتاویٰ نذیریہ کی تین جلدوں کا مکمل اشاریہ بنادیا گیا ہے۔

فتاویٰ نذیریہ میں جن مسائل سے بحث کی گئی ہے ان کی تفصیل آئندہ سطور میں دی جا رہی ہے۔
جلد اول :

کتاب الایمان والعقائد ۷ فتاویٰ، کتاب التقلید والاجتہاد ۶ فتاویٰ، کتاب الاعتصام بالسنة والاجتناب عن البدعة ۳۹ فتاویٰ، کتاب العلم ۷ فتاویٰ، کتاب الطہارۃ ۹ فتاویٰ، کتاب المساجد ۲۹ فتاویٰ، کتاب الصلوٰۃ ۲۸ فتاویٰ، کتاب الجمعہ ۱۳ فتاویٰ، کتاب العیدین ۶ فتاویٰ، کتاب الترویح ۴ فتاویٰ، کتاب الجنائز ۲۹ فتاویٰ، کتاب ایصال ثواب الی الموتیٰ ۷ فتاویٰ (میزان: ۲۷۸: ۲۷۹) (۲۰)
جلد دوم :

کتاب الاذکار والدعوات والقرآن ۷ فتاویٰ، کتاب التوبۃ ۵ فتاویٰ، کتاب الزکوٰۃ والصدقات ۱۶ فتاویٰ، کتاب الصیام ۶ فتاویٰ، کتاب صدقۃ الفطر ۳ فتاویٰ، کتاب الحج و زیارۃ المدینۃ ۷ فتاویٰ، کتاب البیوع ۳۰ فتاویٰ، کتاب الربوٰۃ ۵ فتاویٰ، کتاب الاجارۃ ۲۳ فتاویٰ، کتاب المضاربۃ والبضاعۃ ۲ فتاویٰ، کتاب الشفعۃ ۶ فتاویٰ، کتاب المزاعمۃ ۳ فتاویٰ، کتاب الشرکۃ ۶ فتاویٰ، کتاب الودیعۃ ۴ فتاویٰ، کتاب الرهن ۷ فتاویٰ، کتاب الہبۃ ۳۰ فتاویٰ، کتاب الشرط ۲ فتاویٰ، کتاب الوقف ۱۶ فتاویٰ، کتاب الحقوق والدعویٰ والاقرار ۸ فتاویٰ، کتاب القضاۃ ۳ فتاویٰ، کتاب الشہادۃ ۲ فتاویٰ، کتاب الصلح ۲ فتاویٰ، کتاب النکاح ۱۳۵ فتاویٰ، کتاب المفقود ۱۰ فتاویٰ، کتاب المہر ۱۹ فتاویٰ (میزان: ۳۷۹: ۳۸۰) (۲۱)
جلد سوم :

کتاب الوسیۃ ۵ فتاویٰ، کتاب الطلاق والخلع ۷ فتاویٰ، کتاب الظہار ۳ فتاویٰ، کتاب النفقات ۹ فتاویٰ، کتاب الحصانۃ والنسب ۷ فتاویٰ، کتاب الرضاع ۲۴ فتاویٰ، کتاب المحرمات ۱۹ فتاویٰ، کتاب الستر والحجاب و بیان العورات ۳ فتاویٰ، کتاب الایمان والذہور ۱۱ فتاویٰ، کتاب الفرائض والوصایا ۷ فتاویٰ، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ ۴۱ فتاویٰ، کتاب الامارۃ والجهاد ۳۵ فتاویٰ، کتاب الحدود والتعزیر ۵ فتاویٰ، کتاب النظر والاباحۃ ۲۱ فتاویٰ، کتاب الاطعمۃ والصيد والذبائح ۲۰ فتاویٰ، کتاب اللباس والزینۃ ۱۹ فتاویٰ، کتاب الطب ۵ فتاویٰ، کتاب الادب ۷ فتاویٰ، کتاب البر والصلۃ ۳ فتاویٰ، کتاب

مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم ۵ فتاویٰ، کتاب ذکر الانبیاء و بدء الخلق ۶ فتاویٰ، کتاب المعراج ۱ فتاویٰ (میزان: ۲۸۵ فتاویٰ) (۲۲) (کل میزان ۹۳۲ فتاویٰ)

فتاویٰ نذیریہ میں استدلال و استنباط کے اسالیب:

فتاویٰ نذیریہ میں مفتی صاحبؒ نے صورت مستفسرہ کی صراحت میں کئی انداز اور طریقے اختیار فرمائے، مثلاً قرآن مجید کی آیات، احادیث، شروح حدیث، فقہ، شروح فقہ، معاصر کتب فتاویٰ، کتب لغت و تصوف کی عبارات سے استفادہ نقل کیا اور کئی اسالیب اپناتے ہوئے مسائل کے جوابات نقل فرمائے، جن میں سے چند اسالیب اختصار کے ساتھ حسب ذیل سطور میں پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کا اسلوب:

قرآن کریم کی آیات مطہرہ سے استدلال کرتے ہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے کئی اسالیب اختیار فرمائے مثلاً صورت مسئلہ میں مسطور کسی امر کے وجود سے ہی عقلاً و نقلاً صراحت کے ضمن میں قرآنی آیات سے بطور دلیل استفادہ، نبی علیہ السلام کے عمل سے استفادہ نقل کرنے کیلئے قرآنی آیات سے استفادہ، عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کے ذریعے اعتراض کو بے اصل قرار دینے کا اسلوب، مضمون کے اعتبار سے واضح آیات سے استدلال، پوری آیت ذکر کرنے کی بجائے بقدر حاجت آیت کے کچھ حصہ سے استفادہ، کچھ آیات سے براہ راست اجتہاد و استنباط اور کچھ آیات سے بالواسطہ اجتہاد کرنے کا اسلوب، باطل اور مذموم عقائد کی شاعت اور غیر مشروعیت پر قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کا اسلوب، وغیرہ جیسے اسالیب سے اختیار کر کے قرآن کریم کی آیات سے استفادہ قلمبند کیا ہے۔ جن میں سے چند اہم اسالیب کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱. مسئلہ کی صراحت میں جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام کے عمل سے بڑی دلیل کے طور پر استفادہ کیلئے قرآنی آیات سے استدلال کا اسلوب: جیسا کہ فتویٰ "ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں صاحب فتویٰ علیہ الرحمۃ نے نفس ایمان میں کمی بیشی کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر ابراہیمؑ کے واقعہ والی آیت سے استدلال کیا جس میں ابراہیمؑ نے عرض کیا تھا کہ:

﴿رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولكن لیطمئن قلبی﴾ (۲۳)

"جب ابراہیم نے کہا تھا کہ "میرے مالک! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ فرمایا: "کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟" اس نے عرض کیا "ایمان تو رکھتا ہوں، مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔"

۲. صورت مسئلہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، اعتراض کے رفع کیلئے، قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کے ذریعے رقم کر کے، اعتراض کو بے اصل قرار دینے کا اسلوب: جیسا کہ مسئلہ "ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل" میں حسب ذیل دو آیات اسی اسلوب کی مثال ہیں:

i. سورۃ المائدہ سے حسب ذیل آیت سے استدلال کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو برباد کر دینے کے لائق نہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کیلئے ایسا فرمایا گیا ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

إِذَا ارَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَامَهَ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (۲۴)

ii. سورۃ المائدہ میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمَلَائِكَةِ مُتَوَكِّلٌ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتَعَزُّزُ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (۲۵)

۳. محدث دہلویؒ نے قرآن کریم کی مضمون کے اعتبار سے واضح آیات سے استدلال کا اسلوب بھی اپنایا ہے، جیسا کہ:

○ فتویٰ "شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شیعاً اللہ کا وظیفہ کرنا" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔

i. سورۃ النمل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (26)

ہاں وہ اگر کسی کو مطلع کر دے تو ہو جاتی ہے۔

ii. آنحضرت ﷺ باوجود اس کے تمام مخلوقات سے اشرف و افضل اور سید الاولین والآخرین ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں تعلیم فرمائی ہے، سورۃ الاعراف میں حکم خداوندی ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْثُرُتُ مِنْ

الْخَيْرِ وَمَا مَنَعِي السُّوءَ إِنَّ الْآلَافَ بَشِيرٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (27)

۴. مذموم فعل کی تردید اور غیر مشروع قرار دے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں کے سبب قرآنی آیات سے استدلال کی روشنی میں احتراز کی ہدایت کا اسلوب: جیسا کہ فتویٰ "غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کا مسئلہ" میں اسی اسلوب کی روشنی میں آیات درج کی گئی ہیں۔

i. سورة الانعام میں فرمان الہی ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا عَلَى الْاَعْقَابِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۲۸)

ii. سورة المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔ ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ (۲۹)

۵. مفتی صاحبؒ کے بقول باطل، جاہلانہ اور مذموم عقائد کی شاعت اور غیر مشروعیت پر قرآن کریم کی آیات سے اجتہاد و استنباط کا اسلوب، جیسا کہ:

○ فتویٰ "مزارات اولیاء پر بامید صحتیابی یا دفع خباثت کے چلہ کرنا" میں حسب ذیل آیات سے مذموم عقائد کی توبیخ اور تردید کی گئی ہے۔

i. سورة البقرة میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا

دَعَا﴾ (۳۰)

ii. سورة النمل میں فرمان رب العالمین ہے۔ ﴿أَمِنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ (۳۱)

علاوہ ازیں دیگر اسالیب بھی اختیار فرمائے ہیں، جن کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے۔

تفاسیر سے استدلال و استنباط کا اسلوب:

تفاسیر قرآنیہ سے کے اقتباسات سے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بطور استدلال اور بطور استنباط استفادہ کرتے ہوئے کئی اسالیب اختیار کیے ہیں، تفاسیر قرآنیہ سے اقتباسات لیتے ہوئے معروف و متداول تفاسیر کو ترجیح دی ہے، جن تفاسیر سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے، ان میں تفسیر کبیر، تفسیر جلالین، تفسیر عزیز، تفسیر بیضاوی، تفسیر انیسابوی، تفسیر مدارک، تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابو السعود نمایاں ہیں۔ آئندہ سطور میں تفاسیر قرآنیہ سے استفادہ کے مختلف اسالیب میں سے چند بطور مثال رقم کیے جاتے ہیں۔

۱. پوری آیت یا آیت کے کسی حصہ کی محکم و مستحکم دلائل سے توضیح و تشریح کا اسلوب:

جیسا کہ حسب ذیل اقتباس شاہد ہے۔

تفسیر کبیر سے سورہ یونس کی آیت ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ:

"أَنَّهُمْ وَضَعُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ وَالْأَوْثَانَ عَلَى صُورِ أَنْبِيَائِهِمْ وَأَكْبَرِهِمْ، وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ مَعَى اسْتَعْلُوا بِعِبَادَةِ هَذِهِ السَّمَانِيلِ، فَإِنَّ أَوْلَئِكَ الْأَكْبَرِ تَكُونُ شُفَعَاءَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى" (۳۲)

۲. تفاسیر سے الفاظ قرآنی کی لغوی تشریح: جیسا کہ

﴿اب كل من في السماوات والارض الا ابي الرحمان عبدا﴾ (۳۳) میں مذکور لفظ عبد کی وضاحت میں تفسیر کبیر، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک سے لغوی تشریح نقل کی ہے۔

i. معالم التنزیل فی تفسیر القرآن میں ہے کہ: "ذلیلا خاضعا" (۳۴)

ii. تفسیر مدارک میں اس کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے کہ: "خاضعا ذلیلا منقادا" (۳۵)

۳. صورت مسئلہ میں عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا مشہور تفاسیر سے ثبوت: جیسا کہ محدث دہلویؒ نے سائل کے نزدیک سید اسماعیل شہیدؒ کی عبارت معترضہ "مخلوق اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" جیسی ہم معنی سطور کا ارباب علم و دانش و حل و عقد کے ہاں مشہور تفاسیر سے ثابت کیا کہ یہ سطور قابل اعتراض نہیں بلکہ ارباب علم و دانش کے ہاں یہی صحیح عقیدہ ہے، مثالیں درج ذیل ہیں۔

i. تفسیر بیضاوی میں ہے

"المسیح ابن مریم الارسل وامه صديقه كسائر النساء اللاتي يلازمهن الصدق، أو يصدقن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام. كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ وَيَفْتَقِرَانِ إِلَيْهِ افْتِقَارَ الْحَيَوَانَاتِ،" (۳۶)

ii. تفسیر جلالین میں ہے: "كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ { كَغَيْرِهِمَا مِنَ النَّاسِ }" (۳۷)

اب صاحب بیضاوی اور جلالین کی عبارت پر غور کریں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو حیوانوں کی طرح محتاج قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ ان کا مقصد ان کی توہین کرنا نہیں بلکہ ان کی محتاجی بیان کرنا مقصود ہے۔ راقم الفتویٰ (۳۸)

۴. کسی مسئلہ کی وضاحت میں سلف صالحین کا اجماع نقل کرنے کیلئے بھی تفسیر کے اقتباس سے استفادہ فرمایا

ہے۔

اگر حدیث "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَالٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَالٍ خَيْرٌ مِنْهُمْ"، (۳۹) سے ذکر کر جہر اور خفی دونوں کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، توسلف صالحین ذکر جہر کی کراہت کے قائل نہ ہوتے حالانکہ تفسیر مظہری میں ذکر جہر کی کراہت پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

"اجمع العلماء على ان الذكر سرا هو الأفضل والجهر بالذكر بدعة الا في مواضع مخصوصة مسّت الحاجة فيها الى الجهر به كالاذان والاقامة وتكبيرات الشريق وتكبيرات الانتقال في الصلاة للامام والتسبيح للمقتدى إذا ناب نائبة والتلبية في الحج ونحو ذلك" (۴۰)

۵. آیت کے چیدہ چیدہ اہم الفاظ کی توضیح کیلئے بھی تفسیری اقتباس نقل کیا ہے،

جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ﴾ (۴۱) میں سے اعدوا اور من قوۃ کی تفسیر نقل فرمائی ہے اور اس کیلئے امام بغوی کا درج ذیل اقتباس درج کیا ہے:

الإِعْدَادُ: إِتِّخَاذُ الشَّيْءِ لِقَوَّةِ الْحَاجَةِ. مِنْ قُوَّةٍ، أَي: مِنَ الْأَلَاتِ الَّتِي تَكُونُ لَكُمْ قُوَّةٌ عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَيْلِ وَالسَّالِحِ. (۴۲)

۶. مفتی صاحبؒ کے نزدیک باطل اور مذموم عقائد کی نفی میں تفسیر کے اقتباس سے شان نزول بیان کر کے تردید کا اسلوب۔

جیسا کہ محدث دہلویؒ نے آیت کریمہ "قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَفْسٍ نَفَعًا وَلَا ضَرًّا۔۔" کا تفسیر نیشاپوری سے شان نزول بیان کر کے عقیدہ "شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ کرنا" کی نفی کی ہے:

"قال الكلبي: إن أهل مكة قالوا: يا محمد ألا يخبرك ربك بالسعر الرخيص قبل أن يعلو فتشتري فتربح، وبالأرض التي يريد أن تجذب فترتحل عنها إلى ما قد أخصب، فأنزل الله هذه الآية. (۴۳)"

علاوہ ازیں تفاسیر سے استفادہ میں دیگر اسالیب بھی ہیں جیسا کہ مذموم فعل میں مضر برائیوں کی غیر مشروعیت پر آیت میں ناطق لفظ کی مختلف قراتوں کے ذریعے وضاحت کا اسلوب، عقلی و نقلی دونوں اعتبار سے تفسیری اقتباس سے صورت مسئلہ کے کسی پہلو کی وضاحت، آیات قرآنیہ میں مرقوم مختلف طبقات کی وضاحت میں تفسیر سے استفادہ کا اسلوب، آیت کریمہ میں مرقوم معروف لفظ کی اصطلاحی و شرعی تعریف، تفسیر کے اقتباس سے نقل کرنے کا اسلوب، مفتی صاحبؒ کے ہاں معاشرے میں مروج فرسودہ اور غلط رسوم و رواج اور عقل و تفکر کے درپچوں پر قفل لگانے جیسے غلط تصورات و تفکرات کی بیخ کنی کیلئے تفاسیر کے اقتباسات سے استفادہ، مسئلہ کی

وضاحت میں عقلی استدلال، و توجیہات کا اسلوب بھی تفاسیر سے اخذ اقتباس میں نمایاں طور پر موجود ہے، تفاسیر سے مفتی صاحبؒ کے ہاں باطل عقیدے کی نفی اور تردید و توثیح کے اعتبار سے بھی مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے استفادہ کیا ہے، غیر فطری امور، نفس کشی اور رعبانیت کی مذمت میں بھی تفاسیر سے استفادہ کا اسلوب اپنایا گیا ہے، مذموم فعل میں مضمربرائیوں کی غیر مشروعیت پر تفاسیر سے استفادہ کا اسلوب، آیت قرآنیہ کے کسی حصہ کی درست تفہیم کیلئے بھی تفاسیر کے اقتباس سے استفادہ کیا ہے، وغیرہ نمایاں اسالیب ہیں۔

احادیث رسول ﷺ سے استدلال کا اسلوب:

میاں صاحبؒ نے احادیث رسول ﷺ سے صورت مسئلہ کی وضاحت میں براہ راست استنباط فرمایا، اور کئی مستند احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ احادیث سے استنباط کے مختلف اسالیب ہیں، کہیں بطور استدلال، کہیں بطور استشہاد، اور کہیں احادیث کا اصل مراجع کے ساتھ ذکر، کہیں حدیث پر حکم بھی لگایا ہے، کہیں مختصر حدیث اور کہیں مکمل طویل حدیث، کہیں مروجہ رسوم باطلہ کا رد اور کہیں ایک ہی حدیث کا کئی راویوں کے ساتھ ذکر جیسے مختلف اسالیب اختیار فرمائے ہیں، آئندہ کی سطور میں احادیث سے استفادہ کے مختلف اسالیب کو مثالوں کے ساتھ مزین کر کے تحریر کیا جا رہا ہے۔

۱. مفتی صاحبؒ نے مسئلہ کی تئیں میں بعض دفعہ نہایت واضح اور بعض دفعہ غیر واضح احادیث سے استدلال کا

اسلوب اپنایا ہے،، جیسا کہ "ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ" میں یہ اسلوب کئی مواقع پر موجود ہے۔ (۴۴)

i. الادب للبعثی اور معجم ابن الاعرابی میں مرقوم حدیث میں مذکور لفظ "نصف" سے صراحت کرتے ہوئے

لکھا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی یقینی ہے: "الصبر نصف الايمان" (۴۵)

ii. مسئلہ "تارک نماز کا فرہے یا نہیں؟" میں یہ اسلوب موجود ہے، (۴۶) جیسا کہ اس مسئلہ کی وضاحت میں

صاحب فتویٰ نے درج ذیل حدیث سے ثابت کیا کہ اعمال صالحہ ایمان کا جزو نہیں بلکہ خارج ہیں۔ لہذا

تارک نماز کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

"عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّهَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْثَمٍ وَرُوحُ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ» (۴۷)

۲. حدیث کے ایک ہی متن کو کئی راویوں سے بیان کرنے کا اسلوب، جیسا کہ مسئلہ "عالم برزخ میں

آپ ﷺ کو امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں" میں حسب ذیل حدیث سے استفادہ اسی

اسلوب کے تحت ہے۔ (۴۸)

"عن انس عن النبی ﷺ قال ليردن علی ناس من اصحابی الخوض حتی عرفت هم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فيقول انک لاتدری ما احدثوا بعدک" (۴۹)

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن المسیبؓ، اسماء بنت ابی بکرؓ، سعید بن جبیرؓ سے بھی مروی ہے کسی میں تفصیل ہے اور کسی میں اجمال۔ (۵۰)

اکثر اوقات پوری حدیث رقم کرنے کی بجائے حدیث کا ایک حصہ بطور استدلال پیش کیا ہے، جیسا کہ مسئلہ "اولیاء اللہ کا اللہ تعالیٰ کو بغیر تاویل کے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا مسئلہ" میں یہ اسلوب موجود ہے۔ (۵۱)

صحیح بخاری میں حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث مکمل جو کہ لمبی حدیث ہے، درج کرنے کی بجائے صرف یہ حصہ فتویٰ میں مسطور ہے کہ: "سَتَرُونَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۵۲)

۷۔ احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہوئے اکثر اوقات مراجع کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیا ہے، جیسا کہ "پروردگار عالم کو حاکم دنیوی سے تشبیہ دینے کے مسئلہ میں "سنن ترمذی کی تین احادیث (۵۳) ذکر کرنے کے بعد باقاعدہ مراجع کا ذکر مرقوم ہے۔ (۵۴)

۳۔ احادیث سے استدلال کرتے ہوئے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ کتب صحیحہ سے بالخصوص بخاری و مسلم سے احادیث نقل کی جائیں، جیسا کہ مسئلہ "عبادت شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ کی اتباع؟" کے مکمل فتویٰ میں صرف صحیح بخاری سے احادیث لانے کا التزام کیا ہے، جو کہ محدث دہلویؒ کا امتیازی خاصہ بھی ہے۔ (۵۵)

۴۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے بعض اوقات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل والی احادیث پیش کر کے مسئلہ کی تبیین فرمائی ہے۔

جیسا کہ "عبادت شاقہ اور نفس کشی ثواب کے لحاظ سے بہتر ہے یا رسول اللہ ﷺ کی اتباع" کے مسئلہ میں حسب ذیل حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رقم کی گئی ہے۔ (۵۶)

i. صحیح بخاری میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت شاقہ کی حالت اس طرح بیان کی گئی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لَزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حُلُولَهُ لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ»" (۵۷)

ii. صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں تین اصحاب کے عمل کی صراحت مرقوم ہے (۵۸)

علاوہ ازیں "نفل نماز کے پیچھے فرض کی ادائیگی" کے مسئلہ میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درج ذیل عمل مسطور ہے۔

متفق علیہ حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ، فَيُصَلِّي بِهِمْ" (۵۹)

۵. مذموم فعل کی تردید اور انھیں غیر مشروع قرار دے کر عوام الناس کو اس میں مضمر برائیوں اور احادیث کے منافی ہونے کے سبب احتراز کی ہدایت کا اسلوب: جیسا کہ "غیر شرعی میلہ میں مسلمانوں کی شرکت کے مسئلہ" میں درج ذیل احادیث اسی اسلوب کی مثالیں ہیں۔ (۶۰)

i. امام طبرانی نے المعجم الکبیر للطبرانی میں نقل کیا ہے۔

"مَنْ أَخَذَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَعَصْبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا" (۶۱)

ii. آنحضرت ﷺ نے مزید فرمایا: من تشبه بقوم فهو منهم (۶۲)

۶. بعض دفعہ کسی مسئلہ کی وضاحت اور تبیین میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے متعلق احادیث نقل فرمائی ہیں۔

۷. صورت مسئلہ پر عدم جواز کے قائلین کے دلائل کے تذکرہ میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب: جیسا کہ "فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو اسی مسجد میں سنتوں کا ادا کرنا" کے مسئلہ میں عدم جواز کے قائلین کے دلائل رقم کرنے کیلئے یہ اسلوب اپنایا ہے۔ (۶۳)

۸. باطل فرق کے رد میں بھی احادیث سے استدلال کا اسلوب متفق صاحب علیہ الرحمۃ نے اختیار فرمایا ہے جیسا کہ "تارک نماز کا فرہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں معتزلہ اور خوارج کے رد میں جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں، سنن ابی داؤد کی درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثٌ مِنَ الْإِيمَانِ: الْكُفُّ عَمَّنْ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تُكْفَرُهُ بِذَنْبٍ، وَلَا تُخْرِجُهُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِعَمَلٍ"، إلى آخره" (۶۴)

۹. کسی مسئلہ میں مجوزین یعنی قائلین کے دلائل ذکر کرنے میں احادیث سے استفادہ کا اسلوب، جیسا کہ "تارک نماز کا فرہے یا نہیں؟" کے مسئلہ میں یہ اسلوب ذکر کیا گیا ہے۔ (۶۵)

۱۰. احادیث صحیحہ سے استدلال جنہیں مروی عنہ اور اصل مراجع کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے احادیث مع حکم درج کرنے کا اسلوب: رکوع سے اٹھنے کے بعد رَتْنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ پڑھنا اور بین السجرتین اللہمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي الخ پڑھنا کے مسئلہ میں یہی اسلوب کار فرما ہے۔ (۶۶) تداوی بالخر جائز ہے کہ نہیں؟ کے مسئلہ میں حدیث کی سند پر بھی حکم بھی لگایا ہے۔ (۶۷)

۱۱. رفع اشتباہ کیلئے حدیث سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب، درج ذیل مثالوں میں یہی اسلوب کار فرما ہے۔ (۶۸)

مثلاً امام وقت میں کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟ میں سے شرط اول کہ "وہ قریشی ہو یعنی قریش میں سے ہو" کی دلائل سے وضاحت کے بعد ظاہراً معارض حدیث کی وضاحت بھی فرمادی جس سے شبہ ہوتا تھا کہ قریشی کے علاوہ بھی کوئی امیر بن سکتا، یعنی رفع شبہ کا اسلوب اپنایا ہے، حدیث درج ذیل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنْ اسْتَعْمَلْ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيئَةٌ» (۶۹)

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ: یہاں حاکم سے مراد عامل ہے کہ جس کو امام وقت کسی شہر یا کسی گاؤں یا کسی لشکر پر مقرر کر دے، امام وقت مراد نہیں ہے کیونکہ لفظ حدیث میں ان استعمال ہے جس کا ترجمہ ہے عامل بنا دیا جائے اور عامل امام وقت کو نہیں کہتے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ امامت قریش کے ساتھ خاص ہے تو ضروری ہوا کہ اس سے وہ عامل مراد لیا جائے جسے امام وقت مقرر کرے۔ (۷۰)

۱۲. صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

مسئلہ "صدقہ علانیہ یا خفیہ" میں وضاحت کے طور پر تراجم الابواب سے استفادہ مرقوم ہے۔ (۷۱)

مسئلہ "بیع الوفاء" میں بھی صحیح بخاری کے تراجم الابواب سے استفادہ فرمایا ہے۔ (۷۲)

مسئلہ "احکام ہبہ" میں یہ اسلوب موجود ہے۔ (۷۳)

۱۳. کسی مسئلہ کی شرائط کی وضاحت میں احادیث رسول ﷺ کے اقتباسات سے بطور استدلال استفادہ کا اسلوب جیسا کہ امام وقت کیلئے شرائط "شرط اول یہ ہے کہ وہ قریشی ہو یعنی قریش میں سے ہو۔ دوسری

شرط یہ ہے کہ وہ زندہ اور حاضر ہو اور عاقل ہو، مردہ غائب قابل امامت کے نہیں ہے، تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے اور کسی امام کے ہاتھ پر مومنین نے بیعت نہ کی ہو اور وہ امام اول اب تک زندہ ہو، اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مومن اور دیندار ہو۔" (۷۴) کی وضاحت کیلئے احادیث سے بطور استدلال استفادہ کیا ہے۔

۱۴. مکمل فتویٰ کہ "تداوی بالخر جائز ہے یا نہیں؟" میں صرف احادیث سے استدلال کیا گیا ہے، کسی اور اقتباس سے استفادہ مرقوم نہیں ہے۔ (۷۵)

۱۵. احادیث کی اصح ترین کتب سے ترجیاً استفادہ کیا گیا ہے، جیسا کہ مسئلہ "عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کی امت کے حالات کی خبر ہوتی ہے یا نہیں۔" میں یہ اسلوب موجود ہے۔ جس میں متفق علیہ کتب احادیث، بخاری و مسلم سے خوب استفادہ کر کے ترجیاً احادیث کو ذکر کیا ہے، احادیث کی دیگر کتب سے بھی احادیث پیش کی ہیں لیکن نمایاں حصہ بخاری و مسلم کا ہے۔ (۷۶)

فتویٰ "عورتوں کیلئے سونے کا زیور پہننا" کے مسئلہ میں ترجیاً پہلے صحیحین کی روایات درج کی گئی ہیں اور پھر دیگر کتب احادیث صحیحہ سے، روایات سے استفادہ کیا ہے۔ (۷۷)

اس کے علاوہ دیگر اسالیب بھی احادیث سے استفادہ کے ضمن میں اختیار فرمائے، اختصار کے طور پر صرف چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

شرح حدیث کے اقتباسات سے بطور استدلال واستشہاد حسب ضرورت خوشہ چینی فرمائی اور کئی اقتباسات سے مختلف مواقع پر مختلف انداز سے استفادہ فرمایا، شرح حدیث کی جس عبارت سے استفادہ کیا اس کے مراجع ذکر کرنے کا بھی اکثر مواقع پر بندوبست فرمایا، بلکہ بعض دفعہ تفصیلی مراجع جس میں جلد، صفحہ اور مطبع کا بھی ذکر کرنے کا اہتمام فرمایا، احادیث کی صحت پر سند کے اعتبار سے حکم لگانے کا اسلوب، آیات اور احادیث میں کسی لفظ کی لغوی وضاحت، آیات قرآنیہ کی تفسیر کا اسلوب، کسی مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف بیان کرنا، سلف صالحین اور باطل فرق میں تقابل، عقلی و منطقی اعتبار سے کسی مسئلہ پر لگے اعتراضات کی وضاحت، صورت مسئلہ میں مسطور عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور کا شروع احادیث سے ذکر، حدیث کا مختصر مفہوم اپنے الفاظ میں قلمبند کر کے شرح احادیث سے وضاحت، مروجہ باطل اور مذموم عقائد کی نفی اور تردید اور رفع اشتباہ کیلئے شرح احادیث کے اقتباسات سے استفادہ وغیرہ جیسے اسالیب نمایاں ہیں۔

کتب فقہ اور شرح فقہ کے اقتباسات سے دو طرح سے استفادہ کیا ہے، بعض اوقات بطور استدلال اور بعض دفعہ بطور استشہاد، لیکن ان دونوں طریقوں سے استفادہ میں کئی اسالیب اختیار فرمائے ہیں۔ مثلاً مسئلہ کی صراحت میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنے کیلئے فقہی اقتباسات سے استفادہ، صورت مسئلہ میں مرقوم عبارت معترضہ جیسی ہم معنی سطور، معترض کا اعتراض رفع کرنے کیلئے، کتب فقہ کے اقتباسات سے ذکر کرنے کا اسلوب، کتب فقہ کے اقتباسات سے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں وضاحت کر کے باطل اور مذموم عقیدے کی نفی، مفتی صاحبؒ کے نزدیک مذموم اور باطل عقائد مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی یا دوسرے بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرنا "کے حاملین کیلئے فقہاء و مجتہدین کا حکم کو درج کیا ہے، صورت مسئلہ میں منقول فعل کے بطلان اور غیر مشروعیت میں مشہور امام فقہ کے دو ٹوک قول سے بھی استفادہ فرمایا ہے، فقہی اقتباسات سے احادیث کی وضاحت فرمانے کا اسلوب، عہد جدید میں پیش آمدہ مسئلہ کی بابت عہد قدیم میں موجود اس سے ملتی جلتی اشیاء پر منطبق کر کے جواب دینے کا اسلوب، صورت مسئلہ میں مسطور شبہات، کے ازالے اور نقلاً و عقلاً مسئلہ کی تردید کا اسلوب، مسئلہ میں قائلین و مجوزین کے دلائل کی درست تفہیم اور تردید کا اسلوب، غیر مسنون فعل کو مشروع قرار دینے پر تنبیہ کا اسلوب، شرح الفقہ کے اقتباس سے استدلال کرتے ہوئے بین المذاہب ہم آہنگی کا اسلوب یعنی بوقت ضرورت کسی دوسرے مذہب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، وغیرہ اختیار فرمائے ہیں۔

فتویٰ کی ابتداء میں اجمالاً جواب رقم کرتے ہوئے کئی طرح کے عمدہ اسالیب اپنائے ہیں، جو محدث دہلویؒ کی فن فتویٰ نویسی میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے، مثلاً اجمالی جواب میں اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل کرنا، مذموم اور قابل شاعت فعل کو غیر مشروع قرار دینے کا اسلوب، فقہاء و محدثین کے مختلف فیہ موقف کی وضاحت کا اسلوب، کسی ایک رائج فریق کا موقف اجمالاً ذکر کرنا، صورت مسئلہ کی بابت پیش کی جانے والی پوری بحث کا خلاصہ بیان کرنا، تمہیداً شبہ، جس کی بناء پر یہ سوال ابھر رہا ہے، کی بنیاد کی وضاحت کرنا، اثناے فتویٰ میں بحث کے کسی ایک پہلو کی وضاحت نقل کر کے نتیجہ اخذ کر کے مزید تفصیلی دلائل دینے سے پہلے خلاصاً مختصر جواب تحریر کرنا وغیرہ جیسے اسالیب مسطور ہیں۔

میاں صاحبؒ شاعری کا بہت ذوق رکھتے تھے، انھیں سینکڑوں اشعار از بر تھے، ان کے اس ذوق کی جھلک بھی فتویٰ میں نمایاں نظر آتی ہے، جو انتہائی بر محل اور بر موقع ہوتے تھے، اشعار استعمال کرنے کے مختلف اسالیب فتاویٰ میں مسطور ہیں۔

گفتگو کا حاصل یعنی نتیجہ اخذ کرنے کا اسلوب ماہر فن اور عوام الناس کے ہاں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ گفتگو کا نتیجہ اخذ نہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کھلے سمندر میں بغیر کوئی سمت اور راستہ بتائے خزانے کی

تلاش میں چھوڑ دیا جائے، یعنی نتیجہ اخذ نہ کر کے اسے تلاطم خیز موجوں کے حوالے کرنا ہے، اگر تو اسے تیرنا آتا ہوگا اور سمندر میں خزانے کی تلاش کے علم سے واقف ہوگا، تو وہ ضرور تلاش کر لے گا، یعنی ماہر فن اور عقل سلیم کا حامل شخص تو ضرور اپنے طور پر نتیجہ اخذ کر کے راہنمائی حاصل کر لے گا لیکن عامی شخص سمندر میں غرق ہو جائے گا، مفتی صاحبؒ نے اس پہلو میں بھی کئی طرح کے عمدہ اسالیب فتاویٰ میں نقل فرمائے ہیں۔

عقلی استدلال سے بھی بقدر الحاجۃ استفادہ فرمایا ہے، اور اس کیلئے کئی اسالیب اپنائے ہیں، مثلاً معترض کے اعتراض کی عقلی و منطقی اعتبار سے تردید کا اسلوب، حدیث کی وضاحت اور تصریح میں منطقی اور عقلی استدلال کا اسلوب، منطقی و اصولی بحث سے فتویٰ کے اختتام کا اسلوب، باطل فرقہ کا موقف ذکر کرنے کے بعد عقلاً اس کی تردید کا اسلوب وغیرہ۔

اسی طرح لغات، مشہور فقیہ کا موقف، معاصر فتاویٰ کا ذکر، ضمناً مزید مسائل کی وضاحت وغیرہ میں بھی کئی اسالیب فتاویٰ میں مسطور ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ الحجۃ ۱۵: ۹
- ۲۔ بہاری، فضل حسین، الحیاة بعد الماتة، المكتبة اثرية، سانگلہ ہل، شیٹنوپورہ، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۳-۱۵
- ۳۔ ایضاً، ص: ۱۵، ۱
- ۴۔ ایضاً، ص: ۲۳، ۲۴
- ۵۔ ایضاً، ص: ۲۳، ۲۴
- ۶۔ ایضاً، ص: ۲۴
- ۷۔ ایضاً، ص: ۲۴، ۲۵
- ۸۔ نوشہروی، امام خان، ابویحییٰ، تراجم علمائے حدیث ہند، ناشر، مکتبہ الحدیث ٹرٹ کراچی، س ن، ۱/۱۳۶
- بہاری، فضل حسین، الحیاة بعد الماتة، ص ۳۰
- ۹۔ بہاری، فضل حسین، الحیاة بعد الماتة، ص ۳۳، ۳۴
- ۱۰۔ مبارک، پروفیسر، حیاة الشیخ السید محمد نذیر حسین دہلوی، الحدیث ٹرسٹ، س ن، ص ۵-۲، الحسني، عبد الحي بن فخر الدين بن عبد العلي، الطالبي (م- ۱۳۴۱ھ)، الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام المسعى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر)، دار النشر: دار ابن حزم - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۰ هـ، ۱۹۹۹ م، ۷/۹۰۸/۷، ۱۰۰۶/۷، ۱۰۲۶/۷، بہاری، فضل حسین، الحیاة بعد الماتة، ص ۲۹ (حاشیہ)، ۳۴، ۳۵، ۳۶
- نوشہروی، امام خان، ابویحییٰ، تراجم علمائے حدیث ہند، مکتبہ الحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی، س ن، ۱/۱۳۸، ۱۳۷
- ۱۱۔ بہاری، فضل حسین، الحیاة بعد الماتة، ص ۳۷، ۴۱
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۵۱، ۵۰
- ۱۳۔ ایضاً، ص ۸۱-۸۳
- ۱۴۔ ایضاً، ص ۲۲۲
- ۱۵۔ ایضاً، ص ۲۳۳، ۲۳۲
- ۱۶۔ ایضاً، ص ۷۷، ۷۸
- ۱۷۔ ایضاً، ص ۲۸۱، ۲۸۲
- ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۵۲
- ۱۹۔ ایضاً، ص ۱۵۲

- ٢٠- دہلوی، نذیر حسین، سید، فتاویٰ نذیریہ، مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ، مچھلی منڈی، اردو بازار لاہور، اشاعت: جولائی ٢٠١٠ء، جلد اول
- ٢١- ایضاً، جلد دوم
- ٢٢- ایضاً، جلد سوم
- ٢٣- البقرۃ ٢: ٢٦٠
- ٢٤- المائدہ ٥: ١٤
- ٢٥- آل عمران ٣: ٢٦
- ٢٦- النمل ٢: ٦٥
- ٢٧- الاعراف ٤: ١٨٨
- ٢٨- (انعام ٦: ٦٨)
- ٢٩- المائدہ ٥: ٢
- ٣٠- البقرہ ٢: ١٨٦
- ٣١- النمل ٢: ٦٢
- ٣٢- (الرازي، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري، أبو عبد الله (م- ٦٠٦هـ)، التفسير الكبير، ١٧/٢٢٧)
- ٣٣- (مريم ١٩: ٩٣)
- ٣٤- (البغوي، الحسين بن مسعود، محيي السنة، أبو محمد (م- ٥١٠هـ)، معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي، المحقق: حققه وخرج أحاديثه محمد عبد الله النمر - عثمان جمعة ضميرية - سليمان مسلم الحرش، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م، ٥/٢٥٧)
- ٣٥- (النسفي، عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين، أبو البركات (م- ٧١٠هـ)، تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل)، حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي، راجعه وقدم له: محيي الدين ديب مستو، الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م، ٢/٣٥٤)
- ٣٦- (البيضاوي، ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي (م- ٦٨٥هـ)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل، المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى - ١٤١٨ هـ، ٢/١٣٨)
- ٣٧- (المحلي، جلال الدين محمد بن أحمد (المتوفى: ٨٦٤هـ) والسيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (م- ٩١١هـ)، تفسير الجلالين، الناشر: دار الحديث - القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٠/١٥١)

- ٣٨- دبلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریه ٧٩/١
- ٣٩- (البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، الجعفي، صحيح بخارى، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ، كِتَابُ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ} [آل عمران: ٢٨]، ١٢١/٩، ح: ٧٤٠٥)
- (القشيري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن، النيسابوري (م- ٢٦١هـ)، صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، بدون تاريخ، كِتَابُ الذِّكْرِ وَالِدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَابُ الْحَبِّ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، ٢٠٦١/٤، ح: ٢٦٧٥).
- (القزويني، ابن ماجه محمد بن يزيد، وماجة اسم أبيه يزيد، أبو عبد الله (م- ٢٧٣هـ)، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - بدون تاريخ ١٢٥٥/٢، ح: ٣٨٢٢)
- ٣٠- (المطهرى، محمد ثناء الله، تفسير مطهرى، المحقق: غلام نبي التونسي، مكتبة الرشدية - الباكستان، الطبعة: ١٤١٢ هـ، ٣٦١/٣)
- ٣١- الانفال ٨: ٦٠
- ٣٢- البغوي، محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء، الشافعي (م- ٥١٠هـ)، تفسير البغوي، المحقق: عبد الرزاق المهدي، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ، ٣٠٣/٢
- ٣٣- (النيسابوري، الحسن بن محمد بن حسين القمي، نظام الدين (م- ٨٥٠هـ)، غرائب القرآن و رغائب الفرقان، المحقق: الشيخ زكريا عميرات، الناشر: دار الكتب العلميه - بيروت، الطبعة: الأولى - ١٤١٦ هـ، ٣٥٨/٣)
- ٣٢- دبلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریه، ٣٦/١
- ٣٥- (البهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُو جردى الخراساني، أبو بكر (م- ٤٥٨هـ)، الأداب للبهقي، اعتنى به وعلق عليه: أبو عبد الله السعيد المندوه، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م، بَابُ فِي فَضْلِ الصَّبْرِ وَاتِّبَاطِ الْفَرْجِ وَالرُّجُوعِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كَشْفِ الضَّرِّ، ٣٠٦/١، ح: ٧٥٧)
- (البصري، أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم، الصوفي (م- ٣٤٠هـ)، معجم ابن الأعرابي، تحقيق وتخریج: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني، الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧ م، بَابُ الْبَاءِ، ٣٠٩/١، ح: ٥٩٢)
- ٣٦- دبلوی، نذیر حسین، سید، فتاوی نذیریه، ٥٣٩/١

- ٣٧- (البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي، صحيح بخارى، كِتَابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ قَوْلِهِ:
 {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ، ١٦٥/٤، ح: ٣٤٣٥})
- ٣٨- دبلوى، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/٥٨، ٥٤
- ٣٩- (البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجعفى، صحيح بخارى، كِتَابُ الرِّقَاقِ ، بَابُ فِي الْحَوْضِ، ٨/١٢٠، ح: ٦٥٨٢)
- ٥٠- دبلوى، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/٥٨، ٥٩
- ٥١- دبلوى، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/٦٣
- ٥٢- (البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجعفى، صحيح بخارى، كِتَابُ التَّوْحِيدِ ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَجُودٌ يُؤْمِنُ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاطِرَةٌ} [القيامة: ٢٣]، ٩/١٢٧، ح: ٧٤٣٦)
- ٥٣- (الترمذي ، محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، أبو عيسى (المتوفى: ٢٧٩هـ)، سنن الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت، سنة النشر: ١٩٩٨ م ، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، ٥٩ - بَابُ، ٤/٢٤٨، ح: ٢٥١٦)،
(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ، بَاب مِنْهُ، ٥/٣١٧، ح: ٣٣٧٣)،
(ايضاً، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ ، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ ، ٥/٣١٥، ح: ٣٣٧٠)
- ٥٣- دبلوى، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/١٣٩-١٤١
- ٥٥- ايضاً/١-٢٨٦-٣٠١
- ٥٦- ايضاً/١-٢٩٣-٢٩٥
- ٥٤- (البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجعفى، صحيح بخارى، كتاب التهجد، باب، ٢/٥٣، ح: ١١٥٠)
- ٥٨- (البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجعفى، صحيح بخارى، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ، ٧/٥٠٦٣)
- ٥٩- (البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، الجعفى، صحيح بخارى، كِتَابُ الْأَذَانِ ، بَابُ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا، ١/١٤٣، ح: ٧١١)،
(القشيري ، مسلم بن الحجاج أبو الحسن ، النيسابوري (م- ٢٦١هـ)، صحيح مسلم، كِتَابُ الصَّلَاةِ ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ، ١/٣٤٠، ح: ٤٦٥)
- ٦٠- دبلوى، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/٢٤٣
- ٦١- (الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (م- ٣٦٠هـ)، المعجم الكبير، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية، عدد الأجزاء: ٢٥، ويشمل القطعة التي نشرها لاحقاً المحقق الشيخ حمدي السلفي من المجلد

١٣ (دار الصميعي - الرياض / الطبعة الأولى، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م)، باب العين، عَمَرُو بْنُ عَوْفٍ بْنِ مِلْحَةَ الْمُرْزُيُّ، ٢٣/١٧، ح: ٣٥).

٢٢- القاري علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي (م- ١٠١٤ هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠٢ م، كِتَابُ الْيَبَاسِ، ٢٧٨٢/٧، ح: ٤٣٤٧)

٢٣- ايضاً، ٥٢٨-٥٢٥

٢٤- (السَّجِسْتَانِي، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدِي، أبو داود، سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ فِي الْغَزْوِ مَعَ أَيْمَةِ الْجَوْرِ، ١٨/٣، ح: ٢٥٣٢ (م ٢٧٥ هـ)

٢٥- دبلوي، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ١/٥٥٢

٢٦- ايضاً، ٥٥٦، ٥٥٥

٢٧- ايضاً، ٣/٣١٥

٢٨- ايضاً، ٣/٢٨٠، ٢٤٩

٢٩- البخاري، محمد بن اسماعيل، أبو عبد الله، صحيح بخارى، كتاب الاحكام، بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً، ٦٢/٩، ح: ٧١٤٢

٣٠- دبلوي، نذير حسين، سيد، فتاوى نذيريه، ٢/٢٨٠

٣١- ايضاً، ٢/٨١

٣٢- ايضاً، ٢/١٣٩

٣٣- ايضاً، ٢/٢٨٣

٣٤- ايضاً، ٢/٢٤٤

٣٥- ايضاً، ٣/٣١٥، ٣١٣

٣٦- ايضاً، ١/٥٩-٥٤

٣٧- ايضاً، ٣/٣٨٣-٣٠٣